شبینہ پڑھنے کا حکم؟

دارالافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ شبینہ پڑھنا یعنی ایک رات میں مکمل قرآن حکیم کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟ اگر ممنوع ہے تو اِس کے اسباب کیا ہیں اور اگر ممانعت کے اسباب ختم کردیے جائیں تو کیا جائز ہے؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کلامِ الٰہی کی تلاوت، عظیم سعادت اور بڑی قدر و منزلت والی عبادت ہے۔ اِس کی برکت سے دل منور، روح تازہ اور ایمان کی حقیقی مٹھاس نصیب ہوتی ہے۔ اہلِ ایمان ہمیشہ سے اِس کی کثرت سے تلاوت کرتے آئے ہیں۔ کثیر اولیاء و صالحین محبتِ الٰہی میں شوقِ تلاوت سے سرشار ہو کر ایک رات میں مکمل قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے تھے، بلکہ اِس سے بڑھ کر ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، جن میں حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بھی شامل ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ ایک رات میں ختم قرآن کرنا، جائز اور اکابر صحابہ، تابعین اور جلیل القدر آئمہ دین و اولیاءِ کاملین کا معمول رہا ہے۔ البتہ عام لوگوں کے مزاج اور زمانے کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے چند اسباب کے پیشِ نظر فقہاءِ دین نے ایک رات میں ختم قرآن کی ممانعت ذکر فرمائی ہے، لیکن اگر اُن اسباب یا عوارِض کو زائل کر دیا جائے تو آج بھی ایک نشست میں ختم قرآن جائز ہے۔

اِس تمہید کے بعد صورتِ مسئولہ کا جواب یہ ہے کہ اگر ضروری قواعدِ تجوید کی رعایت رکھتے ہوئے قرآن پاک کی صحیح قراءت کی جائے، لوگ سستی سے نہیں، بلکہ اپنے شوق و رغبت سے شریک ہوں، لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اہلِ علاقہ مسلمانوں کی پریشانی کا باعث نہ بنا جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ایسا شبینہ اور ختم قرآن یقیناً باعثِ خیر و برکت، بے شمار ثواب کے حصول کا سبب اور بزرگانِ دین کے معمولات کی خوبصورت تصویر ہو گا لیکن اگر ضروری قواعدِ تجوید کی

پرواہ نہ کی جائے، مثلاً مد متصل کو ترک کیا جائے یا حروف کو ایک دوسرے سے ممتاز نہ کیا جائے، یا الفاظ چبائے جائیں اور پوری طرح ادا نہ ہوں تو ایسا شبینہ ناجائز و حرام ہے۔

جن وجوہات کے سبب ایک رات میں ختم قرآن کو ممنوع قرار دیا گیا، وہ یہ ہیں: (1) غور و فکر اور تدبر کا نہ ہونا (2) کَسَل (3) بہت تیز پڑھنا (4) قراءت کے واجبات کو چھوڑنا (5) تشابہ اور ایک دوسرے سے ملتے جُلتے حروف میں امتیاز پیدا نہ کرنا۔ اِن وجوہاتِ ممانعت کی تفصیلات نیچے بیان کی جائیں گی۔

ایک رات میں ختم قرآن کرنے والے صالحین:

"الخیرات الحسان" میں امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے متعلق ہے:

"قد تواتر قيامه الليل وتهجده وتعبده، ومن ثمة كان يسمى الوتد من كثرة قيامه الليل بل أحياه بقراءة القرآن في ركعة ثلاثين سنة"

ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تہجد، قیامِ اللیل اور عبادات کا معمول متواتر اور مسلسل تھا، اِسی لیے اُنہیں "وتد" یعنی زمین میں گڑی ہوئی میخ کہا جاتا تھا، کیونکہ وہ کثرت سے قیامُ اللیل کرتے تھے، بلکہ آپ تیس سال تک مسلسل روزانہ رات کو ایک ہی رکعت میں ختم قرآنِ مجید کیا کرتے تھے۔ (الخیرات الحسان، الفصل الرابع عشر، صفحہ 50، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے متعلق شیخ عبد اللہ سراج حسینی شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 1422ھ/2001ء) نقل کرتے ہیں:

"قال العلامة ابن حجر الهيتمي: وكان للشافعي رضي الله عنه في رمضان ستون ختمة يقرؤها في غير الصلاة"

ترجمہ: علامہ ابنِ حجر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ رمضان المبارک میں 60 ختم قرآن کیا کرتے تھے۔ یہ وہ تلاوت تھی، جو نماز کے علاوہ کیا کرتے تھے۔ (تلاوۃ القرآن المجید، صفحہ 181، مطبوعہ مکتبۃ دار الفلاح، حلب)

ایک رکعت میں ختم قرآن کرنے والے عاشقانِ قرآن کی تعداد اِتنی زیادہ ہے کہ جسے شمار بھی نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ امام شرف الدین نَوَوِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 676ھ/1277ء) لکھتے ہیں:

"روى ابن أبي داود بإسناده الصحيح أنّ مجاهداً رحمه الله كان يختم القرآن في رمضان فيما بين المغرب والعشاء. **وأما الذين ختموا القرآن في ركعة، فلا يُحصون لكثرتهم**، فمنهم عثمان بن عفان، وتميم الدّاري، وسعيد بن جبير"

ترجمہ: امام ابنِ ابوداؤد رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی صحیح سند سے روایت کیا کہ حضرت مجاہد رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ رمضان المبارک کے مہینے میں مغرب و عشاء کے درمیانی وقت میں مکمل قرآن کریم تلاوت کر لیتے تھے۔ خدا کے وہ نیک بندے کہ جو ایک رکعت میں ہی ختم قرآن کر لیتے ہوں، وہ تو اِتنے زیادہ ہیں کہ قابلِ شمار ہی نہیں۔ اُن میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت تمیم داری اور حضرت سعید بن جبیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہم بھی شامل ہیں۔ (الأذکار للنووی، صفحہ 102، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

لہذا معلوم ہوا کہ ایک رات میں ختم قرآن کرنا، جائز اور معمولاتِ صالحین سے ثابت ہے، چنانچہ امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (وِصال: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: شبینہ فی نفسہ قطعاً جائز و رَوا ہے۔ اکابر آئمہ دین کا معمول رہا ہے۔ اسے حرام کہنا شریعت پر افترا ہے۔ امام الآئمہ سیدنا امام اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے تیس برس کامل ہر رات ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا ہے۔ علمائے کرام نے فرمایا ہے: سلف صالحین میں بعض اکابر دن رات میں دو ختم فرماتے، بعض چار، بعض آٹھ۔ (فتاوی رضویہ، جلد 07، صفحہ 476، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

ممانعت کے اسباب:

جن اسباب کو بنیاد بنا کر فقہاءِ دین نے ایک رات میں ختم قرآن کرنے سے روکا ہے، وہ یہ ہیں۔

(1) عدم تفقہ، یعنی جلدی اور تیز پڑھنے کی وجہ سے آیاتِ قرآنیہ میں غور و فکر نہیں ہو سکے گا، اِسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا:

"لا يفقه من قرأه في أقل من ثلاث"

ترجمہ: جس نے تین دن سے کم مدت میں ختمِ قرآن کیا، اُس نے قرآن کو نہیں سمجھا۔ (سنن ابی داؤد، جلد 2، صفحہ 538، مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت)

یاد رہے کہ غور و فکر اور تدبر کے ساتھ تلاوت کرنا، افضل ہے، کوئی فرض و واجب نہیں لہذا اگر کوئی بغیر تدبر کے تلاوتِ قرآن کرے اور کثرت سے پڑھے تو یقیناً یہ بھی کثیر ثواب کے حصول کا سبب ہے، لیکن بعض مرتبہ اِس افضل اندازِ قراءت کو بھی اختیار کرنا چاہیے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"أفضل القراءة أن يتدبر في معناه"

ترجمہ: قراءت کی افضل صورت یہ ہے کہ قاری قرآنِ حکیم کے معانی میں غور و فکر کرے۔ (الفتاوی الھندیۃ، جلد 05، صفحہ 317، مطبوعہ کوئٹہ)

بغیر تدبر پڑھنے سے بھی ثواب کا حصول ضرور ہوگا، چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے: "(تفکر سے محروم لوگوں) کے لیے "معتدل جلدی" ہی کا افضل ہونا چاہیے، کہ جس قدر جلد پڑھیں گے، قراءت زائد ہوگی اور قرآن کریم کے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں۔ سو کی جگہ پانچ سو حرف پڑھے، تو ہزار کی جگہ پانچ ہزار نیکیاں ملیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 07، صفحہ 478، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

(2) "کسل"، یعنی کسی چیز کو بلاوجہ بوجھ سمجھنا، حالانکہ وہ چیز ہرگز ایسی نہیں ہوتی کہ اُسے بوجھل سمجھا جائے۔ شبینہ یا تراویح میں اِس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ لوگ قراءت مکمل ہونے کا انتظار کریں اور جب امام رکوع میں پہنچے، تو مقتدی جلدی سے رکوع میں شامل ہوجائیں۔ یہ مکروہِ تنزیہی ہے۔ "کَسَل" کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ شیخی زادہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 1078ھ/1667ء) لکھتے ہیں:

"وهو التثاقل عما لا ينبغي أن يتثاقل عنه ولذا كان مذموما"

ترجمہ: "کَسَل" کسی چیز کے متعلق ایسا بوجھ اور سستی ہے کہ جس چیز سے قطعاً بوجھ محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ اِسی لیے "کَسَل" مذموم صفت ہے۔ (مجمع الانھر، جلد 01، صفحہ 137، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی)

ابو الحسنات علامہ عبدالحی لکھنوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 1304ھ/1886ء) شبینہ میں "کَسَل" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تكاسل السامعين، فإنّ الحافظ إذا قام للقراءة ينتظرون لركوع الركعة الأولى، فإذا أراد أن يركع يشتركون معه، فحق أن يقال في حقهم: وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى"

ترجمہ: سامعین کی سستی: جب حافظِ قرآن قراءت کے لیے کھڑا ہوتا ہے، تو سامعین پہلی رکعت کے رکوع کا انتظار کرتے ہیں، پھر جب وہ رکوع کرنا چاہتا ہے، تو اس کے ساتھ شریک ہوجاتے ہیں۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ ایسوں کے حق میں یہ کہا جائے: اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑے سست ہو کر۔ (إقامة الحجة على ان الاكثار في التعبد ليس ببدعة، صفحہ 55، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی)

(3) "ہذرمۃ"، یعنی گھاس کاٹنا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِتنی تیزی کے ساتھ قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا کہ مقتدیوں کو تیز رفتاری کی وجہ سے "یعلمون"، "تعلمون" کے سوا کچھ سمجھ ہی نہ آئے۔

(4) قراءت کے واجبات کو چھوڑنا، یعنی مد متصل وغیرہ کو ترک کرنا، کہ یہ گناہ اور مکروہِ تحریمی ہے۔

(5)متشابہ اورایک دوسرے سے ملتے جُلتے حروف میں امتیاز پیدا نہ کرنا، یعنی "ت، ط" اور "ز، ذ" میں فرق نہ کرنا۔ ایسی غلطی حرام اور نماز کو فاسد کرنے والی ہے۔

"کسل" اور بعد والے دیگر اسباب کے متعلق امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال : 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں : "دوم : کسل ۔۔۔ مگر اس وجہ کا مفاد صرف کراہت تنزیہی ہے، علماء نے تصریح فرمائی کہ کسل قوم کے سبب تراویح میں قرآن نہ چھوڑیں۔ اگر کراہت تحریم ہوتی، تو اُس سے احتراز احتراز سنت پر مقدم رہتا اور مکروہ تنزیہی جواز واباحت رکھتا ہے نہ کہ گناہ وحرمت۔۔۔ سوم : ہذرمۃ : گھاس کاٹنا۔ بعض لوگ ایسا جلد پڑھتے ہیں، "علیم" یا "حکیم" "یعقلون"، "تعلمون" غرض لفظ ختم آیت کے سوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ نفس سنت کا فانی اور بدعت شنیعہ اوراساءت ہے۔ چہارم : ترک واجبات قرأۃ مثل مد متصل، یہ صورت گناہ و مکروہ تحریمی ہے۔ پنجم : امتیاز، حروفِ متشابہ مثل ث س ص، ت ط، ز ذ ظ وغیرہا نہ رہنا، یہ خود حرام و مفسد نماز ہے۔ مگر ہندوستان کی جہالتوں کا کیا علاج، حفاظ وعلماء کو دیکھا ہے کہ تراویح درکنار فرائض میں بھی اس کی رعایت نہیں کرتے، نمازیں مفت برباد جاتی ہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد07، صفحہ479، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے جس شبینہ کے متعلق سوال پوچھا گیا، اُس کی تفصیلات کو سامنے رکھتے ہوئے لکھتے ہیں : شبینہ مذکورہ سوال کہ اِن عوارضِ (خمسہ) سے خالی تھا، اُس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد07، صفحہ 480، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

"اِقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ" میں ہے :

"قد وقع السؤال كثيرا عما تداول الناس في زماننا، في ليلة السابع والعشرين أو غيرها من ليالي رمضان أنهم يزينون المسجد بالفرش، ويكثرون تعليق القناديل وإسراج السرج، ويجعلون حفاظاً سريعي القراءة جيدي الحفظ، يختمون القرآن كلّه في ليلة واحدة في صلاة التراويح، فيقوم واحد بعد واحد، ويقرأ كلّ واحد حسبما أمكن له في ركعتين أو ركعات إلى أن يحصل الختم قريب الصبح الصادق أو وقت السحر حسب سرعة القارئين وطاقتهم، ويسمونه: **ختم شبينه**، فهل يجوز ذلك أم لا؟ فأجبت بأن نفس ختم القرآن في ليلة أمر مرغوب فيه۔۔۔ وهو امر حسن، قد فعله كثير من السلف، بل منهم من ختمه فى ركعة واحدة"

ترجمہ : ہمارے زمانے میں رائج ایک چیز کے متعلق کثرت سے سوال اٹھایا جاتا ہے کہ لوگ آج کل رمضان کی ستائیسویں رات یا دیگر راتوں میں مسجد کو فرش اور قندیلوں سے سجاتے ہیں، بہت زیادہ چراغاں کرتے ہیں، اور تیز

قراءت کرنے والے حافظوں کو مقرر کرتے ہیں، جو تراویح کی نماز میں پورا قرآن ایک رات میں ختم کرتے ہیں۔ اس طرح ایک کے بعد ایک حافظ کھڑا ہوتا ہے اور ہر ایک اپنی طاقت کے مطابق دو رکعت یا چند رکعت میں جتنا ہو سکے، پڑھتا ہے، یہاں تک کہ صبح صادق یا سحری کے وقت تک قرآن ختم ہو جاتا ہے۔ یہ حافظوں کی قرأت کی رفتار اور طاقت پر منحصر ہوتا ہے۔ اسے وہ "ختم شبینہ" کا نام دیتے ہیں۔ کیا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: بلاشبہ ایک رات میں قرآن ختم کرنا پسندیدہ اور اچھا عمل ہے۔ اَسلاف میں بہت سی ہستیاں یہ عملِ حسن کرتی رہی ہیں، بلکہ اُن میں سے بعض بزرگ ایک رکعت میں ہی مکمل ختم قرآن کر لیا کرتے تھے۔ (إقامة الحجة على ان الاكثار في التعبد ليس ببدعة، صفحہ 55، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-9331

تاریخ اجراء: 16 ذوالقعدۃ الحرام 1446ھ/14 مئی 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net